فکشن میں واقعیت یا حقیقت نگاری نہیں بلکہ نقطہ نظر کی اہمیت

ممتاز اسکالر و نقاد شمس الرحمن فاروقی کا اردو یونیورسٹی میں خصوصی لکچر

حیدرآباد، 17 مئی (پریس نوٹ) : شعبہ اردومولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میں جناب شمس الرحمن فاروقی نے '' فکشن کی تنقید'' کے موضوع پر خصوصی خطبہ دیا۔جس میں انہوں نے فکشن کی تنقید کے طریق کار پر منظم اور مدلل انداز میں سیر حاصل گفتگو کی۔انہوں نے ناول کی تنقید کے ابتدائی انداز کو سرسری اور ناکافی قرار دیا۔انہوں نے کہا کہ انسان جب سے دنیا میں آیا ہے واقعہ یا قصہ کہہ رہا ہے تو کیا کہہ رہا ہے ؟کس کو سنارہا ہے ؟کن کن پہلوؤں پر روشنی ڈال رہا ہے ؟ ہم نے کیا اسے سنا۔یہ چیز واضح نہیں۔بس روایت چلی آرہی ہے۔واقعیت ہے کیا؟ پوری واقعیت کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ناول نگار یا افسانہ نگار نے اُسے جس طرح سے دیکھا ہے وہی دکھاتا ہے۔اسی لیے واقعیت یا حقیقت نگاری کے بجائے نقطہ نظر اہم ہے۔فکشن نگار کا نقطہ نظر کیا ہے۔وہ اصل ہے۔یہ کوئی بُری چیز نہیں مگر نقطہ نظر کے پس منظر میں واقعیت اور حقیقت نگاری کا دعویٰ کرنا غلط ہے۔ان خیالات کا ا ظہار ممتاز اسکالر ونقاد جناب شمس الرحمن فاروقی نے اپنے خصوصی خطبہ بعنوان '' اردو فکشن کی تنقید'' میں کیا جو مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے شعبہ اردو کی جانب سے لائبریری آڈیٹوریم میں منعقد کیاگیا۔ڈاکٹر محمد اسلم پرویز' وائس چانسلر نے صدارت کی۔دوران خطاب جناب فاروقی نے کہا کہ پریم چند ا پنے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ جب تک کسی واقعہ میں سبق آموزی یا نفسیاتی پہلو نہیں دیکھتا افسانہ ہر گز نہیں لکھتا۔یعنی افسانہ نگارکا پہلا کام یہ ہے کہ سبق سکھایا جائے تو سوال یہ ہے کہ کون سا سبق سکھایا جائے۔1936 ءکے بعد ایک خاص نظریہ ہی سبق آموزی تھا۔ہونا یہ چاہیے کہ ادب اور مقصد کا توازن برقرار رہے۔مقصد کو ادب پر قربان نہیں کرنا چاہیے۔فکشن کی تنقید کرتے ہوئے ایک نقاد کا فرض ہے کہ وہ افسانہ نگار اور ناول نگار کے نقطہ نظر کو بیان کرے۔یہ بات اہم ہے کہ داستان نگار کا کوئی نقطہ نظر نہیں ہوتا۔لیکن ناول نگار یا افسانہ نگار نے نقطہ نظر کی آڑ میں کن تعصبات کو برتا ہے۔اسے دیکھنا نقاد کا کام ہے۔فکشن کی تنقید میں یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ کرداروں کا جائزہ لیا جائے کہ وہ کیسے ہیں کن کن واقعات کی بنا پر اور کن صورت حال اور حالات میں کرداروں نے بات کی ہے۔

وائس چانسلر ڈاکٹر محمد اسلم پرویز نے جلسے کی صدارت کی اور اپنے صدارتی خطبہ میں کہا کہ جناب شمس الرحمن فاروقی میری دعوت پر تشریف لائے مجھے اس چیز کا احساس ہے کہ ہمارے مرکز برائے اردو زبان 'ادب و ثقافت کے وژن اور پروجیکٹ پر صلاح و مشورہ کے لیے فاروقی صاحب سے بہتر کوئی شخص نہیں ہوسکتا۔اس اجلاس میں شریک ہوکر مجھے فکشن اور تنقید کو سمجھنے کا موقع ملا۔نیز اپنی اس شرمندگی کا احساس جاتا رہا جو بچپن میں والدہ سے چھپ کر ابن صفی کے جاسوسی ناول پڑھنے پر اب تک تھا کیونکہ جب فاروقی صاحب نے ابن صفی کے ناولوں کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے تو ضرور ان میں ادبیت ہوگی۔

پروفیسر نسیم الدین فریس ڈین اسکول برائے السنہ' لسانیات اور ہندوستانیات نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ شمس الرحمن صاحب کا یہ کمال ہے کہ خشک موضوع کو انہوں نے اپنے تبحر علمی سے پانی کردیااور طبعیت یہ چاہتی ہے کہ بس ہم ان کو سنتے ہی رہیں۔جناب شمس الرحمن کے خطاب سے پہلے صدر شعبہ اردو پروفیسر ابوالکلام نے خیر مقدمی کلمات ادا کرتے ہوئے جناب شمس الرحمن فاروقی کا مختصر مگر جامع تعارف پیش کیا۔اس میں انہوں نے کہا کہ فاروقی نے 1957 ءمیں ہندوستان کے سول سروسیزامتحان پاس کیا اور انڈین پوسٹل سروس میں اہم عہدے پر فائز رہے۔1994 ءمیں سبکدوش ہوئے۔ایک اہم عہدے پر رہتے ہوئے بھی حیرت ہے کہ فاروقی صاحب نے پوری زندگی اردو زبان و ادب کے فروغ میںاہم خدمات انجام دی ہیں۔جسے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔فاروقی نے شعر و ادب میں آزادانہ رائے کو رکھا ہے۔وہی زبان استعمال کی ہے جو تنقید اور تحقیق کے لیے موزوں ہے اور بات کو دلیلوں سے مضبوط بناتے ہیں۔وہ افسانے کو شاعری سے کمتر خیال کرتے ہیں ۔اس کی زبان و آہنگ کے بارے میں انہیں شکایت ہے۔اس کے علاوہ رباعی کوچوبیس اوزان سے آزادی دلانے کی بات کی ہے۔محمد حسن عسکری کی فاروقی کے بارے میں اس رائے کا انہوں نے حوالہ دیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ اب آپ کا نام حالی کے ساتھ لیا جانے لگا ہے ۔پروفیسر کلام نے فاروقی کی بیشتر تصنیفات ' تالیفات اور اعزازات کا بھی اجمالی طورپر ذکر کیا۔پروگرام کا آغاز مولوی شارق نے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔جب کہ نظامت کے فرائض شعبے اردو کی استاد ڈاکٹربی بی رضا خاتون نے انجام دیے اور ہدیہ تشکر شعبے کی استاد ڈاکٹر مسرت جہاں نے پیش کیا۔اس موقع پر جناب مصحف اقبال توصیفی ' پروفیسر رحمت اللہ ' پروفیسر کے۔آر۔اقبال احمد پروفیسر محمد ظفر الدین ' پروفیسر وہاب قیصر' ڈاکٹر انیس اعظمی' ڈاکٹر شمس الہدیٰ دریابادی ' ڈاکٹر شگفتہ شاہین ' ڈاکٹر آمنہ تحسین ' ڈاکٹر محمود کاظمی ' ڈاکٹر کہکشاں لطیف ' ڈاکٹر نوخیز ' ڈاکٹر فیروز عالم ' ڈاکٹر مصباح الانظر' جناب پی منور حسین' ڈاکٹر ارشاد احمد وغیرہ کے علاوہ بڑی تعداد میں تدریسی و غیر تدریسی عملہ ' ریسر چ ا سکالرس اور طلبا و طالبات نے شرکت کی۔